باب

16

جنسی مساوات کی سمت

آندھراپردیش میں ملازمت کرنے والی خواتین کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔آج کل خواتین کی ایک کثیر تعداد عوامی زندگی میں حصہ لے رہی ہے۔جیسے انتخابات میں حصہ لینا اور مردوں کے شانہ بہ شانہ خاندانی و دیگر معاملات میں اہم فیصلے کرنا۔ مختلف امور میں خواتین کی مجموعی طور پر شراکت داری و جہدِ مسلسل اور 1980 اور 1990 کی دہائیوں کے درمیان حکومت کی موافق پالیسیوں کی بدولت یہ ممکن ہو پایا۔اس کے باوجود آندھراپردیش کی خواتین کی زندگی کے ہر شعبہ میں مساوات کے حصول اور سماج میں اپنی حیثیت کو منوانے کے تئیں اپنے نصب العین سے کوسوں دور ہیں۔مثلاً نوجوان لڑکیوں میں بہت کم تعداد ایسی ہے جو بہتر طور پر زندگی گزارنے کے قابل ہیں۔ہم اس باب میں ان اہم نکات پر بحث کریں گے جو ریاست آندھراپردیش کے مرد و خواتین کے مساوات سے مربوط ہیں۔

- کیا آپ ان خواتین کے متعلق جانتے ہیں جو کھیتوں، صنعتوں یا دفاتر میں کام کرتی ہیں؟ ان کے روزمرہ کے کام اور درپیش مسائل کے بارے میں معلوم کیجیے۔
- ان کاموں کی فہرست بنائیے جنہیں مرد و خواتین علاحدہ طور پر انجام دیتے ہیں۔

خواتین کے بارے میں توقع کی جاتی ہے کہ وہ صاف صفائی، پکوان، دھونے دھلانے، بچوں کی دیکھ بھال وغیرہ کا کام کریں۔ مرد کھیتوں، کارخانوں میں یا خرید و فروخت کرتے ہیں۔خواتین مردوں اور اُن کے رشتہ داروں کے کہنے پر عمل کرتی ہیں۔ کئی خاندانوں میں عورتیں بھی باہر جاکر کام کرتی ہیں۔ انہیں بہت سا گھریلو کام کاج بھی کرنا پڑتا ہے۔بعض خاندانوں میں مرد شراب پی کر گھر آتے ہیں۔ بیوی بچوں کو مارتے ہیں۔

کیا خواتین قدرتی طور پر اسے پسند کرتی ہیں؟

بعض لوگ محسوس کرتے ہیں کہ عورتیں قدرتی طور پر جسمانی لحاظ سے مردوں کے بمقابل کمزور ہوتی ہیں۔ ان میں محبت اور دردمندی کا جذبہ ہوتا ہے۔اُن کا مزاج لڑائی کا متحمل نہیں ہوتا۔ وہ جبلتی طور پر پکوان، صاف صفائی، سینے پرونے کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ ایک اور خیال یہ ہے کہ اُن کی مردوں کی جانب سے حفاظت کی جائے۔عورتیں بچوں کی نگہداشت کرتی ہیں۔ وہ اُن سے بے پناہ پیار کرتی ہیں۔عورتیں سارا گھریلو کام کرتی ہیں۔وہ قدرتی طور پر ایسے کاموں کے لیے موزوں ہوتی ہیں۔

- افراد کی فطرت کے متعلق کچھ خیالات درج کیے جاتے ہیں۔کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ یہ صرف مردوں پر صادق آتے ہیں یا صرف عورتوں پر منطبق ہوتے ہیں یا پھر یہ دونوں کے لیے موزوں ہیں۔ جماعت کا ہر طالب علم خود سے اس جدول کو بھرے۔

خصوصیت	خواتین	مرد	دونوں
1. بہادر، جارحیت پسند، لڑائی میں بہتر			
2. تعقل پسند، حساب اور سائنس میں بہتر			
3. فنکارانہ، مصوری، رقص اور موسیقی			
4. محنتی، تعلیم میں اچھی			
5. طاقتور، سخت کام کرنے میں بہتر			
6. کمزور، ہلکے پھلکے کام میں بہتر			
7. جذباتی، رونا دھونا			
8. غیر عقلی غصہ			
9. شرم وحیا، کھل کر سامنے آنے کو پسند نہیں کیا جاتا			
10. باتونی، ہمیشہ بک بک کرنا			
11. کم آمیز، بہت کم گفتگو کرنا اور خاموش رہنا			
12. محبت کرنے والا، بیمار کی تیمارداری اور بچوں کی دیکھ بھال کرنا			
13. دراز قد اور زور آور			
14. کھیلوں کے لیے بہتر			
15. لباس زیب تن کرنا			

- ساری جماعت کی جدول کی تکمیل کے بعد اُستاد تختہ سیاہ پر طلبا کے اکثریتی رجحانات کو لکھے۔
- ہر خصوصیت پر بحث کیجیے اور کس حد تک اکثریت کے خیالات صحیح ہیں مثالوں کے ساتھ بحث کیجیے۔

© SCERT not to be republished

اگر آپ ان خصوصیات کی گہرائی میں جائیں گے تو وہ مردوں اور عورتوں پر یکساں صادق آتی ہیں۔ مثال کے طور پر آپ کو معلوم ہوگا کہ مرد اور عورتیں بہادر اور بزدل ہوتی ہیں۔ بہت سے مرد زیادہ محبت اور دیکھ بھال کرنے والے ملیں گے۔ ہم بعض خصوصیات مردوں اور بعض عورتوں پر منطبق کرتے ہیں۔ حالانکہ نفسیاتی طور پر اُن میں ایسا کچھ نہیں ہے۔ مردوں اور عورتوں کی جسمانی ساخت الگ ہوتی ہے۔ عورتیں حاملہ ہوتی ہیں اور ابتدائی مہینوں میں بچوں کو دودھ پلاتی ہیں۔ اُس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورتیں ہی صاف صفائی کرسکتی ہیں۔ بچوں کو نہلاتی ہیں۔ کپڑے دھوتی ہیں اور اُن کے لیے کھانا پکاتی ہیں۔ مرد بھی یہ کام کرسکتے ہیں۔ بعض مقامات پر مرد یہ کام بڑی خوبی سے انجام دیتے ہیں لیکن ہم اس خیال کے عادی ہوگئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ کردار صرف عورت ہی نبھا سکتی ہے۔

یہ خصوصیات خواتین کے لیے قدرتی نہیں ہیں۔ انہیں صدیوں سے یہ کام تفویض کیا گیا ہے۔ بعض خواتین اس کام کو انجام دیتی آرہی ہیں۔ ہم اُسے فطری خیال کرنے لگے ہیں۔ انہیں سماج نے بنایا ہے۔ برسہا برس سے ہم اس سماجی ماحول میں رہ رہے ہیں جس میں مردوں کی حمایت کی جاتی ہے اور مرد تمام وسائل پر دسترس رکھتے ہیں۔ اگر آپ تاریخ پر نظر ڈالیں گے تو پتہ چلے گا کہ بہت سے حکمراں، کئی مذہبی رہنما اور قانون سازی

یہ کتاب حکومت آندھراپردیش کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے

کرنے والے سب مرد ہی تھے۔انھوں نے ایسے قوانین بنائے کہ خواتین کومحکوم کردار دیا گیا۔اُن پر مردوں کا غلبہ رہا۔ایسے جیسے زمین یا مویشیوں پر رہتا ہے۔

مردوں اورعورتوں میں دوقسم کا فرق پایا جاتا ہے۔قدرتی و طبعی فرق۔لیکن اس سےعورتوں کے خلاف امتیازی سلوک نہیں کیا جانا چاہیے ۔ دوسرا فرق سماج کا پیدا کردہ ہے ۔ جہاں عورتوں کو مردوں کا محکوم بنایا گیا ۔ ان کے ساتھ غیر مساویانہ سلوک کیا جاتا ہے ۔ایسے اختلافات جن سے عدم ۔مساوات پیدا ہوتی ہے ۔ انہیں سماج کے پیدا کردہ اختلافات یا جنسی تفریق سے موسوم کیا جاتا ہے۔

لڑکےاورلڑکیوں کی پرورش

اُن کی پیدائش سے لے کرلڑکے اورلڑکیوں کی پیدائش امتیازی نوعیت کے تصورات کے تحت کی جاتی ہے ۔ یہاں چند بیانات درج کیے جاتے ہیں۔کس طرح لڑکے اورلڑکیوں کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔ان میں کس حدتک سچائی ہے۔ کیوں چند خاندانوں میں ایسا ہوتا ہے؟

- لڑکے کی پیدائش پر گھروں میں خوشیاں منائی جاتی ہیں جب کہ لڑکی کی پیدائش کوخاندان کے لیے بوجھ تصورکیا جاتا ہے۔
- لڑکوں کو باہر جانے اور دوست بنانے کی ترغیب دی جاتی ہے۔انہیں آزادانہ طور پرکھیلنے پر مائل کیا جاتا ہے۔لڑکیوں کوگھر میں رہنےاورکام کاج کرنے کے لیےکہا جاتا ہے۔
- لڑکوں کوکھلونے جیسے بندوق' کار'ٹرک وغیرہ سے کھیلنے کی ترغیب دی جاتی ہے ۔لڑکیوں کو گھر میں گڑیوں' باورچی خانے سے متعلق یا گھریلو اشیا سے کھیلنے کی تائید کی جاتی ہے۔

- لڑکوں کو ایسا لباس پہنایا جاتا ہے جس سے وہ باآسانی بھاگ' چڑھ سکتے ہیں ۔ یا آزادانہ طور پر چل پھر سکتے ہیں ۔لڑکیوں کے سارے بدن کو ڈھانکا جاتا ہے ۔ان کی نقل وحرکت پر روک لگائی جاتی ہے۔
- لڑکوں کوکھانا پہلے دیا جاتا ہےوہیں پرلڑکیوں کوبچا ہوا کھانا دیا جاتا ہے۔
- لڑکوں کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے'اسکول جانے کی ترغیب دی جاتی ہے ۔لڑکیوں کوروک دیا جاتا ہے اور پڑھنے کے لیے مناسب وقت بھی نہیں دیا جاتا۔
- لڑکوں کی بہ نسبت چند ایک لڑکیوں ہی کواعلیٰ تعلیم کے لیے بھیجا جاتا ہے۔
- جب لڑکے بیمار ہوتے ہیں تو فوراًاُن کا علاج کیا جاتا ہے۔جب کہ لڑکیوں کے بیمار ہونے پر مناسب طبی نگہداشت نہیں کی جاتی ۔
- لڑکوں کے لیے کئی پیشوں کے بارے میں منصوبے بنائے جاتے ہیں۔لڑکیوں سے کہا جاتا ہے کہ اُن کی شادی کردی جائے گی اور وہ گھریلو زندگی گذاریں گی۔

چندلڑکیاں'چندخواتین:

اس امتیازی سلوک کے دردناک نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر ملک کی آبادی میں خواتین کا تناسب مسلسل کم ہورہا ہے ۔ 1951ء کے اعداد وشمار کے مطابق 1000 مردوں کے لیے 945 خواتین ہی تھیں ۔ 1981ء تک گھٹ کر 1000 مردوں کے لیے 931 خواتین رہ گئیں ۔ 2011ء کے آتے آتے اس میں اضافہ ہوااور 1000 کے لیے 940 خواتین رہیں۔ ہماری ریاست کی صورتحال پر غور کیجیے ۔ 1991ء میں 1000 مردوں کے بمقابل 972 خواتین تھیں ۔ حالت میں کچھ سدھار ہوااور 2011ء میں 992 خواتین 1000 مردوں کے مقابل تھیں ۔ ہماری ریاست جنسی شرح کے اعتبار سے

© SCERT not to be republished

سارے ملک میں ایک بہترین ریاست ثابت ہوئی۔لیکن ہر چیز ہمارے ملک میں بہتر نہیں ہے ۔ چھ سال کی عمر کے بچوں میں ایک ہزار لڑکوں کے لیے لڑکیوں کی تعداد گھٹ رہی ہے۔ آپ اسے ذیل کے جدول میں دیکھ سکتے ہیں:

سال	لڑکے	لڑکیاں
1991	1000	975
2001	1000	961
2011	1000	943

اس کا مطلب یہ ہے کہ حالت میں سدھار نہیں۔انحطاط ہورہا ہے۔ عام طور پر لڑکے اور لڑکیوں کی پیدائش مساوی تعداد میں ہونی چاہیے۔لڑکیوں کا تناسب کم ہوتو اس کا مطلب یہ ہے کہ لڑکیاں اور خواتین صحت مند زندگی نہیں گزار رہی ہیں ۔ وہ مردوں سے پہلے فوت ہورہی ہیں۔اُن کا تناسب دن بہ دن کم کیوں ہوتا جارہا ہے۔

اس کی کئی ایک وجوہات ہوسکتی ہیں۔ چند خاندانوں میں نوجوان لڑکیوں کو مناسب مقدار میں تغذیہ بخش غذا حاصل نہیں ہوتی اور وہ اگر بیماری میں مبتلا ہوجائیں تو جینے کے قابل نہیں رہتیں ۔ چند خاندانوں میں لڑکیاں صنفی امتیاز کی شکار ہیں ۔ انھیں علاج ومعالجہ کی سہولت نہیں رہتی۔ مادہ جنین کشی کی وجہ سے حالیہ دنوں میں لڑکیوں کا تناسب بھی گھٹتا جارہا ہے ۔ اس کا مطلب ٹکنالوجی کی پیشرفت جس کی وجہ سے لوگ صرف لڑکوں کو پیدا کررہے ہیں۔

- اساتذہ اور والدین سے اپنے علاقے میں ہونے والے واقعات کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔اپنی جماعت کی دیوار کے اخبار کے لیے ایک روداد تیار کیجیے۔

سطح خواندگی میں فرق

اسکول جانا اور تعلیم حاصل کرنا ہم تمام کی زندگی میں ایک اہم بات ہے۔ذیل میں دی گئی شکل 16.2 دیکھیے ۔ دو مختلف رنگوں کے بار (Bar) خواندہ افراد کے تناسب کو ظاہر کرتے ہیں ۔7 سال سے زیادہ عمر والے ذکور واناث اپنی مادری زبان میں پڑھ لکھ سکتے ہیں ۔ ریاست آندھرا پردیش میں خواتین کے بہ نسبت خواندہ مردوں کی تعداد زیادہ ہے ۔ 1991 کی مردم شماری کے مطابق ریاست آندھرا پردیش میں 100 خواتین کے منجملہ صرف 33 خواتین خواندہ تھیں۔ جب کہ یہ شرف 2011 کی مردم شماری کے مطابق 60 تک تجاوز کرگئی ہے۔اس عرصہ میں خواندہ مردوں کی تعداد 55 سے 76 ہوگئی ہے۔ آپ یہ بھی محسوس کریں گے کہ مردوں اور عورتوں کے درمیان میں خلا بتدریج گھٹ رہی ہے۔

ہمارے ملک ہندوستان میں ریاست آندھرا پردیش کا تعلیمی نظام وسیع ہے۔تقریباً 1.50 کروڑ طلبا ایک لاکھ سے زائد اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ بچوں کا ترکِ مدرسہ کرنا ایک سنگین مسئلہ ہے ۔ 30 سال قبل یہ مسئلہ بالخصوص لڑکیوں کے معاملے میں انتہائی شدت اختیار کرچکا تھا۔ مثلاً اسکول جانے والے لڑکیوں کی تعداد 100 تھی کوان میں 65 سے زائد لڑکیاں جماعت پنجم کے بعد تعلیم کو جاری نہیں رکھ پارہی تھیں۔تقریباًلڑکیاں انٹرمیڈیٹ تک کی تعلیم مکمل کررہی تھیں۔

عدم مساوات کا دوسرا پہلو خواتین کی سطح خواندگی میں کمی ہے۔لڑکیوں کو اسکول جانے کی ترغیب نہیں دی جاتی اور انہیں گھر کے کام کاج یا پھر دکانوں وکھیتوں میں کام کے لیے رکھا جاتا ہے۔

شکل 16.1 آندھرا پردیش میں سطح خواندگی (%)

© NCERT not to be republished

یہ کتاب حکومت آندھرا پردیش کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے

ایسی لڑکیاں جو اسکول جاتی ہیں انہیں گھر پر پڑھنے کے مواقع کم میسر ہوتے ہیں۔ کیوں کہ گھر پر بہت سارا کام ان کے ذمہ ہوتا ہے۔ اگر لڑکیاں اسکول جاتی بھی ہیں تو انہیں ریاضی اور سائنس جیسے مضامین اختیار کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ جو عام طور پر لڑکوں کے لیے منتخبہ مضامین سمجھے جاتے ہیں۔ لڑکیوں سے کہا جاتا ہے کہ وہ صرف ادب اور ہوم سائنس جیسے مضامین اختیار کریں۔ بہت سے ایسے اسکول ہیں جہاں لڑکوں کو ہوم سائنس جیسا مضمون منتخب کرنے سے باز رکھا جاتا ہے اور یہ مضمون منتخب کرنے کے لیے صرف لڑکیوں کو مجبور کیا جاتا ہے۔

اب صورتحال بہتر ہوئی ہے۔ ابھی بھی 1/6 واں حصہ (لڑکے اور لڑکیوں) جماعت پنجم کے بعد ترک تعلیم کر رہے ہیں۔ اس ضمن میں لڑکیوں اور لڑکوں کے رجحان میں کوئی واضح یا نمایاں فرق نظر نہیں آتا۔

- اگر آپ ایسے اسکول میں پڑھتے ہیں جہاں لڑکے اور لڑکیاں ہیں کیا آپ ایسی چیزوں کی فہرست بنا سکتے ہیں جنھیں آپ امتیازی سلوک خیال کرتے ہیں۔
- جماعت کا ہر بچہ دو افراد (مرد و خواتین) سے گفتگو کرے جو کچھ سالوں کے لیے اسکول میں تعلیم حاصل کیے۔ ان کے ترک تعلیم کرنے کی وجوہات معلوم کیجیے۔ تمام وجوہات پر کمرہ جماعت میں بحث کیجیے۔
- آپ کے محلے یا گاؤں کی کتنی ایسی لڑکیاں ہیں جو اس سال اسکول سے خارج ہوگئیں۔ وجوہات کا پتہ لگائیے اور کمرہ جماعت میں اس پر بحث کیجیے۔

جائیداد میں امتیازی سلوک

ہمارے ملک میں اراضیات اور کارخانے مردوں کے نام پر ہوتے ہیں۔ قانونی طور پر والدین کی ملکیت بچوں (لڑکے اور لڑکیوں) میں مساوی طور پر تقسیم کی جا سکتی ہے۔ عملی طور پر بہت کم لڑکیاں اپنے والدین کی جائیداد میں مساوی حصہ حاصل کر پاتی ہیں جو عام طور پر لڑکوں کو دیا جاتا ہے۔ عورتیں پیداواری ذرائع جیسے زمین، دکان یا کارخانے پر دسترس نہیں رکھتیں۔ وہ معاشی طور پر اپنے والد، شوہر، بیٹوں یا بھائیوں پر انحصار کرتی ہیں۔

حالیہ دنوں میں آندھرا پردیش کے حالات نسبتاً بہتر ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ 1980 میں جو قانون بنایا گیا اس کے رو سے پرکھوں کی جائیداد کو والدین لازمی طور پر بیٹے اور بیٹیوں میں مساوی طور پر تقسیم کریں۔ بے شک آندھرا پردیش ہی ملک کی وہ پہلی ریاست ہے جہاں جائیداد کے تعلق سے اس طرح کا قانون بنایا گیا جو صنفی امتیاز کو کم کرتا ہے۔

ملازمت

خواتین گھر سے نکل کر ملازمت کر رہی ہیں تا کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑی ہوسکیں۔ آندھرا پردیش میں متعدد خواتین زراعت اور دیگر عام ملازمتوں سے جڑی ہوئی ہیں۔ ان میں ایک مختصر گروہ اپنے خود کے کاروبار کر رہی ہیں۔ ایسے غیر محفوظ حالات میں خواتین نے ملازمت کو اپنایا۔

ہم پڑھ چکے ہیں کہ چند خاندانوں میں لڑکیوں کی پرورش کچھ اس انداز سے کی جاتی ہے کہ انہیں مناسب غذا نہیں دی جاتی اور وہ ناخواندہ رہ جاتی ہیں۔ اس لیے انہیں بہتر ملازمت نہیں ملتی۔ وہ اچھی تنخواہوں سے محروم رہتی ہیں۔ ایک تعلیم یافتہ خاتون کو بھی پیشہ وارانہ اختیار کرنے سے روکا جاتا ہے۔ کیونکہ اسے گھر سے کام کے سلسلے میں دور رہنا پڑتا ہے۔ انہیں صرف جزوقتی اور کم اہمیت والی ملازمت کی اجازت دی جاتی ہے۔ بہت سی خواتین جو زیادہ تعلیم یافتہ نہیں ہوتیں انہیں کھیتوں، معدنیات اور امیر لوگوں کے گھروں میں کام کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ یہ کام بہت سخت اور دشوار گزار ہوتا ہے جس میں ان کی عزت کا تحفظ بھی نہیں ہوتا۔ انہیں توہین اور گالیوں کا سامنا

© SCERT not to be republished

کرنا پڑتا ہے۔ آیئے پڑھیں ہماری راجدھانی دہلی کی ایک گھریلو ملازمہ مالنی کیا کہتی ہے:

’’میری پہلی نوکری ایک امیر خاندان میں تھی جو تین منزلہ عمارت میں مقیم تھا۔ مالکن کام کروانے کے لیے چیخ وپکار کرتی تھی۔ میرا کام باورچی خانے میں ہوتا تھا۔ وہاں صاف صفائی کے لیے دو اور لڑکیاں تھیں۔ ہمارا کام صبح پانچ بجے سے شروع ہوتا تھا۔ ہمیں ناشتے میں دو سوکھی ہوئی روٹیاں اور چائے دی جاتی تھی۔ تیسری روٹی کبھی نہیں دی جاتی تھی۔ جب میں شام میں کھانا پکاتی تھی تو دو صفائی کرنے والی لڑکیاں مجھ سے ایک اور روٹی کے لیے منت سماجت کرتی تھیں۔ میں انہیں چھپا کر روٹیاں دیتی تھی اور میرے لیے بھی روٹی لیتی تھی۔ مجھے گھر والی سے ڈر لگتا تھا۔ میں خفگی اور بے عزتی محسوس کرتی تھی۔ کیا ہم سارا دن کام نہیں کرتے تھے۔ کیا ہم تھوڑے سے باعزت سلوک کے مستحق نہیں تھے؟‘‘

- اگر ایسے کچھ اور لوگوں سے واقف ہو تو ان سے کیسا برتاؤ کیا جاتا ہے بحث کیجیے۔ ان کے کیا مسائل ہیں اور وہ کس طرح کماتی ہیں۔
- مالنی جیسی خواتین کئی گھنٹے کام کرنے کے باوجود یومیہ سو روپیہ سے بھی کم کماتی ہیں اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟
- دیگر کون سے پیشے ہیں جنہیں عام طور پر خواتین اختیار کرتی ہیں؟ اُن کے حالات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں کمرہ جماعت میں بحث کیجیے۔

پچھلے کئی دہوں سے ملازمت کا منظر بتدریج تبدیل ہوتا جا رہا ہے۔ بہت سی خواتین نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے اور ایسی ملازمت کر رہی ہیں جو پہلے مردوں کے لیے محفوظ سمجھی جاتی تھیں۔ ریاست آندھرا پردیش میں 1980 سے تحفظات پالیسیوں کو جاری رکھا گیا ہے تا کہ خواتین کو تمام کالجوں میں داخلہ مل سکے اور سرکاری ملازمت حاصل ہو سکے۔ آج بہت سے نامور سائنسداں، ریاضی داں، سفرا اور انجینئر وغیرہ خواتین ہیں۔ اب خواتین کو پولیس، فوج، بحریہ، ہوائیہ میں ملازمت دی جا رہی ہے۔ آج بہت سی خواتین پائلٹ ہیں۔ آج بعض خواتین انجن کی ڈرائیور بھی ہیں۔ اس کے لیے خواتین نے سخت جدوجہد کی اور بہت سے پیشوں میں جنسی تعصّبات کا حصار توڑا۔

شکل 16.2 سوریکھا یادو ہندوستان کی پہلی خاتون لوکو ڈرائیور

© SCERT not to be republished

یہ کتاب حکومت آندھرا پردیش کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے

خواتین کا غیر تسلیم شدہ کام :

اگر ہم ایک خاتون کے کام پر نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ وہ سدا کام کر رہی ہے۔ اُن کا بہت سا کام غیر تسلیم شدہ ہے اور اُس کی اُجرت بھی نہیں دی جاتی۔ وہ سخت محنت و جانفشانی سے کام کرتی ہیں۔ وہ کام مخفی رہتا ہے۔

- کیا آپ نیچے دی گئی خالی جگہ میں کھیتوں میں کام کرنے والے کسانوں کی تصویر اُتار سکتے ہیں۔ اُسے اپنے اُستاد کو دکھلایئے۔

- آپ میں سے کتنوں نے کھیت میں کام کرنے والوں کی تصویر اُتاری ہے اور کتنوں نے دہقانی عورت کی تصویر کھینچی ہے؟ اور کتنے طالب علموں نے کھیتوں میں کام کرتے ہوئے مردوں اور عورتوں کی تصویریں اُتاری ہیں؟

جب ہم کسان کہتے ہیں تو اس کا اطلاق عورتوں پر نہیں صرف مردوں پر کیا جاتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ دس کام کرنے والی عورتوں میں سے آٹھ کھیتوں میں کام کرتی ہیں۔ وہ زمین میں ہل چلاتی ہی۔ وہ تخم ریزی کرتی ہیں۔ وہ گھانس صاف کرتی ہیں۔ وہ پودے لگاتی ہیں۔ فصلیں کاٹتی ہیں۔ دھان صاف کرتی ہیں اور دیگر کئی کام انجام دیتی ہیں۔ بہت سی کھیتی باڑی کا کام عورتوں کے لیے مختص ہوتا ہے جیسے دھان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لگانا، مونگ پھلی کے چھلکے نکالنا

شکل 16.3
اس تصویر کو دیکھیے۔ ایک خاتون اگر وہ ملازم بھی ہو تو یہ تمام امور اُس کو انجام دینے ہوں گے ان گھریلو کام کاج کو کیا ہم مزدوری میں شمار کریں گے؟

وغیرہ۔ عورتیں یہ اور دیگر زراعت کے کام انجام دیتی ہیں۔ بہت سے کھیتوں میں دہقان عورتیں کام کرتی ہیں اور اُس کی دیکھ بھال کرتی ہیں۔ مرد لوگ کارخانوں اور شہروں میں کام کی تلاش میں چلے جاتے ہیں۔

بہت سی خواتین اپنے خاندان کے کھیتوں میں کام کرتی ہیں۔ انہیں اجرت نہیں دی جاتی۔ جب عورتیں دوسروں کے کھیتوں میں کام کرتی ہیں تو انہیں معاوضہ ملتا ہے۔ انہیں مردوں سے کم اجرت دی جاتی ہے۔

اگر آپ خواتین کے کام کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ گھر چلانے کے لیے کتنا سخت کام کرنا پڑتا ہے۔ اگر ان کے کام کی اجرت دی جائے تو کیسا رہے گا؟ (صاف صفائی، پکوان، اچار ڈالنا، بچوں کی پرورش، بچوں کو پڑھانا، تیمارداری، کپڑے سینا، پانی بھرنا، راشن خریدنا وغیرہ) انہیں ہر مہینہ کتنا معاوضہ ادا کرنا چاہیے؟

مگر حقیقت یہ ہے کہ خواتین کو اجرت دینے کے بجائے انہیں وقت پر کام نہ کرنے اور دوسروں کے ذوق وشوق کے مطابق کام انجام نہ دینے پر برا بھلا کہا جاتا ہے۔ اس کے برعکس بہت سا کام خود مرد کرتے ہیں۔ انہیں اس کا معاوضہ دیا جاتا ہے۔ ان کی پیسوں پر دسترس ہوتی ہے اور وہ پیسہ اپنی مرضی کے مطابق خرچ کرتے ہیں۔

© SCERT not to be republished

- کیا آپ اپنی والدہ، بہن، بھاوج کے کام کی فہرست بناسکتے ہیں کہ وہ کب بیدار ہوتے ہیں؟ وہ کب کھاتے ہیں؟ وہ کب ستاتے اور کب سوتے ہیں؟

اب حالات بدل رہے ہیں

آپ نے گرام پنچایتوں اور شہری خودمختار اداروں کے نظم و نسق سے متعلق سبق 13 اور 14 میں پڑھا ہے۔ ایسی تنظیم کے ایک رکن کی حیثیت سے ہمیں گاؤں کے حالات، سماج کی ترقی کے تحت لیے جانے والے اہم فیصلوں میں تعاون کرنا ہوگا۔ اگرچیکہ آبادی کا آدھا حصہ خواتین اور لڑکیوں پر مشتمل ہے، بمشکل چند خواتین سرگرم طور پر اس میں دلچسپی دکھاتی ہیں یا ان کے خاندان یا خاوند انہیں اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ کسی سیاسی ادارے کی رکن یا رہنما بنیں۔ حکومت کے اقدامات جن کی وجہ سے یہ لازمی قرار دیا گیا کہ خواتین پنچایت راج اداروں میں شامل ہوں جس سے پنچایت راج انتخابات اور دیگر عوامی معاملات میں حصہ لینے کے لیے بہت ساری خواتین اب آگے آرہی ہیں۔

سبق 8 کی اس بات کو یاد کیجیے۔ کیسے اندرا اپنی سیلف ہلپ گروپ سے قرض لے کر اپنی دکان (سوکھے مرچیوں کی) چلاتی ہے۔ گاؤں اور منڈل کی سطح پر خواتین اپنی سیلف ہلپ گروپس قائم کررہی ہیں ان کا تعاون کرنا چاہیے تاکہ وہ اپنے خاندان کے لیے ذرائع پیدا کریں۔ ان میں بہت سی خواتین ایسی ہیں جو اپنے خاندان میں خاوند اور دیگر مرد حضرات کے ساتھ مل کر اہم فیصلے لیتی ہیں۔ اپنی مدد آپ گروپس میں شامل خواتین کو بھی اس بات کا موقع دیا جانا چاہیے کہ وہ بھی اہم مسائل، سماج یا گاؤں کے سائل پر بحث کرسکیں۔ سیاسی اداروں میں شرکت کے لیے بھی ان کا تعاون کرنا چاہیے۔ باوجود کئی مخالفتوں کے خواتین ان نئی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھارہی ہیں۔

کلیدی الفاظ
تعصب
جنس
امتیازی سلوک
عدم مساوات

منصوبہ۔ عملی کام

1. آپ اپنے اسکول کے ریکارڈ سے معلوم کیجیے کہ کتنی لڑکیاں جماعت اول، پانچویں، آٹھویں، نویں اور دسویں میں داخلہ لیا ہے۔ اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ لڑکیوں کی بہ نسبت لڑکے اسکول میں پڑھتے ہیں۔
2. مشہور و معروف رسالوں سے اُن خواتین کے بارے میں معلومات اکٹھا کیجیے جنہوں نے ایسے پیشے اختیار کیے جو مردوں کے لیے مختص تھے۔ ایک باتصویر روداد تیار کیجیے جس میں ان کی زندگی اور جدوجہد کی عکاسی ہو۔
3. اپنے علاقے کے اپنی مدد آپ (Self-Help) گروہوں کی دریافت کیجیے۔ وہ کس طرح خواتین کو خودمختار اور باعزت بنانے کے لیے مدد کررہے ہیں؟

اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے

1. کیا ایسا کہنا صحیح ہوگا کہ لڑکیاں لڑکوں کی بہ نسبت کمزور ہوتی ہیں؟ وجوہات بیان کیجیے۔
2. آپ اپنے بھائی اور بہن کے گھریلو کام کی فہرست تیار کیجیے۔
3. دس ملازمت کرنے والی خواتین کی فہرست بنائیے جنہیں آپ شخصی طور پر جانتے ہیں۔ وہ کیا کام کرتی ہیں اور انہیں کتنا معاوضہ ملتا ہے؟
4. آپ کے خاندان میں ایسی عمر رسیدہ خاتون ہوگی جو آج سے بیس سال پہلے اسکول گئی ہوگی۔ اُس کے اسکول کے تجربہ کو معلوم کیجیے۔ اُس کا اپنے وقت کی تعلیمی سرگرمیوں سے تقابل کیجیے۔
5. والدین کی جائداد میں بچیوں کو مساوی حصہ نہیں دیا جاتا۔ اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔